رسائل و مسائل

سات زمینیں اور انکی آبادیاں

ایک صاحب لاہور سے لکھتے ہیں :-

" براہ کرم مندرجہ ذیل علمی استفسارات پر اپنی مفصل تحقیق شائع فرما کر ممنون فرمائیے۔

۱۔ روایت سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم و آدم کآدمکم و نوح کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم و عیسیٰ کعیسیٰ میں سبع ارضین سے کیا مراد ہے۔ اور ان ساتوں زمینوں میں زمین وار نبی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ نیز ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمائیے کہ آیا یہ ساتوں زمینیں اسی کرہ ارض پر واقع ہیں یا کیا؟ اور انبیاء متذکرہ بالا کے مثل آیا پیدا ہو چکے ہیں یا آگے چل کر پیدا ہونگے۔

۲۔ بروایت تمیم داری ترمذی میں ہے فقال اخبرونی عن عین زغر اس روایت میں کونسا چشمہ مراد ہے۔ مروجہ اٹلس میں ہم اسے کہاں سمجھیں "

ترجمان القرآن۔ سوال اول میں جس حدیث کا ذکر کیا گیا ہے اس کے مضمون کا ایک حصہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ سورۂ طلاق کے دوسرے رکوع میں ہے :-

اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ	وہ اللہ ہی ہے جس نے پیدا کیے سات آسمان اور انہی کے مثل زمین کی قسم سے۔

اسی آیت کی تشریح حدیث میں کی گئی ہے کہ سات زمینیں اور ہیں جن میں سے ہر ایک میں تمہارے آدم جیسا ایک ایک آدم اور تمہارے نبی جیسا ایک ایک نبی ہے۔ ابن جریر نے یہ حدیث

شعبہ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس کے طریق سے روایت کی ہے اور اس میں مختصراً صرف اتنا ہے کہ فی کل ارض مثل ابراھیم ونحو ما علی الارض من الخلق۔ حاکم اور بیہقی نے اس کو عطاء بن السائب عن ابی الضحیٰ کے طریق سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ:-

فی کل ارض ادم کادمکم ونوح کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم وعیسیٰ کعیسیٰ ونبی کنبیکم۔

ان میں سے ہر زمین میں ایک آدم ہے تمہارے آدم کی طرح اور ایک نوح ہے تمہارے نوح کی طرح اور ایک ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم کے مانند اور ایک عیسیٰ ہے عیسیٰ کے مانند اور ایک نبی ہے تمہارے نبی کے مانند۔

ان دونوں روایتوں کی اسناد صحیح ہے اور رواۃ ثقہ ہیں۔ قرآن سے بھی ان کا مضمون مختلف نہیں۔ اور کوئی بات عقل کے بھی خلاف نہیں۔ مدعا صاف طور پر یہ ہے کہ جس طرح تمہارے اس کرۂ ارض پر آبادی ہے اسی طرح دوسرے کروں میں بھی آبادیاں ہیں اور وہاں بھی اسی طرح انبیاء کی بعثت کا سلسلہ جاری ہے اور جس شان کے نبی تمہارے ہاں آئے ہیں ویسے ہی ان کے ہاں بھی آئے ہیں۔ اس میں شبہ کا محل اگر کوئی لفظ ہے تو وہ لفظ ارض ہے۔ ارض کا اطلاق کرۂ زمین پر ہوتا ہے، اس سے لوگوں کو خیال ہوا کہ سات زمینوں سے مراد شاید زمین کے سات طبقات ہیں لیکن یہاں ارض کا لفظ اس خاص کرۂ خاکی کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ بلکہ جائے قرار ہونے میں زمین کے مشابہ ہونے کی حیثیت سے دوسرے کروں کو بھی ارض کہدیا گیا ہے۔ اور اس میں ایک بڑی مصلحت ہے۔ یہ بات اس زمانہ میں فرمائی گئی تھی جب کہ مریخ و عطارد اور دوسرے کروں میں آبادی کا امکان سمجھنے کے لیے انسان کو ۱۳ صدیاں درکار تھیں۔ اس وقت کا انسان اس چیز کو اتنا ہی مستبعد بلکہ ناممکن سمجھتا تھا جتنا آج کل کا انسان معجزات انبیاء کو ناممکن سمجھتا ہے۔ اگر اس وقت یہ کہا جاتا کہ آسمان

ہیں یہ باریک سے چمکتے ہوئے تارے جو تمہیں نظر آرہے ہیں یہ دراصل تمہاری زمین سے بھی بڑے کرے ہیں اور ان میں زمین ہی کی طرح آبادیاں ہیں تو لوگ اس کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوتے اور نبی کے متعلق کہتے کہ یہ تو بالکل خلاف عقل باتیں کہتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح آج کل کے لوگوں سے جنت اور دوزخ اور میزان اور صراط کی باتیں کہی جاتی ہیں تو وہ ان کو خلاف عقل قرار دیتے ہیں۔ پس لوگوں کی جہالت اور ان کی ادنیٰ استعداد عقلی کا لحاظ کر کے حقیقت کو ایک ذرا سے استعارہ کے پردے میں بیان کیا گیا تاکہ ان کے لیے بالکل ہی ناقابل برداشت نہ ہو جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسی مصلحت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ ومن الارض مثلھن کی تفسیر کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ لو حدثتکم تفسیر ھذہ الایۃ لکفرتم وکفرکم تکذیبکم بھا (اگر میں تم سے اس آیت کی تفسیر بیان کردوں تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ اور تمہارا کفر یہ ہوگا کہ تم اس کی آیت ہی کو جھٹلانے لگو گے" (رواہ مجاھد وسعید بن جبیر عن ابن عباس)۔

دوسری روایت جس کے متعلق سائل نے دریافت فرمایا ہے اس کا حوالہ انہوں نے نہیں دیا کہ ترمذی میں کس مقام پر ہے۔ راقم الحروف حافظ حدیث نہیں ہے، اور نہ اس کے پاس اتنا وقت ہے کہ کتب حدیث کی ورق گردانی کر سکے۔ جو لوگ سوال کی زحمت گوارا فرماتے ہیں وہ اتنی عنایت اور کیا کریں کہ حدیث کا پورا حوالہ دے دیں۔

ایک تنبیہ

ہمارے ایک نہایت محترم بزرگ اپنے ایک عنایت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"شخصیت پرستی پر آپ کا استدراک بہت خوب ہے۔ ہر پہلو سے قابل داد۔ البتہ اس کے صفحہ ۱۱۰ و صفحہ ۱۱۱ کو ایک بار پھر پڑھ لیجیے بعض جذبات کے تحت میں جو مثالیں درج کی گئی